مولانا محمد محترم فہیم عثمانی رحمہ اللہ

اور احقر کیلئے اس مہینے کا سب سے المناک حادثہ اپنے عمّ زاد بھائی مولانا محمد محترم صاحب فہیم عثمانی کا حادثہ وفات ہے جن کے ساتھ "رحمتہ اللہ علیہ" لکھتے ہوئے آج کلیجہ منہ کو آرہا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا مرحوم دیوبند کے معروف علمی خانوادے کے چشم و چراغ تھے۔ ان کے والد محمد مسلم صاحب عثمانی رحمتہ اللہ علیہ دیوبند کے اکابر علماء میں سے تھے جو تقسیم ہند سے پہلے عرصہ دراز تک لائل پور (فیصل آباد) میں علمی و دینی خدمات انجام دیتے رہے۔ اور کچھ عرصہ ڈابھیل کے شہرہ آفاق مدرسے میں بھی استاذ حدیث رہے' قیام پاکستان کے بعد انہوں نے لاہور کو اپنا وطن بنالیا' اور وہاں "دارالعلوم الاسلامیہ" کی بنیاد رکھی' جو تجوید وقراءت کی درسگاہ کے طور پر ملک بھر میں مشہور ہے' اور جہاں حضرت عبدالمالک صاحبؒ جیسے امام فن نے تجوید وقراءت کا درس دیا (اور آج یہ مدرسہ برادر محترم جناب مولانا مشرف علی تھانوی صاحب مدظلہم کے زیرِ اہتمام بحمد اللہ کامیابی کے ساتھ مصروف خدمت ہے)۔

مولانا محمد محترم فہیم عثمانی انہی حضرت مولانا محمد مسلم صاحب عثمانی قدس سرہ کے فرزند ارجمند تھے' انہوں نے شروع میں انگریزی تعلیم حاصل کی' اور والد ماجدؒ کی وفات کے بعد عمر کا ایک بڑا حصہ مختلف محکموں کی ملازمتوں میں بسر کیا۔ اس دور میں ان کی دلچسپی کا محور علم دین کے بجائے شعر وادب رہا۔ نوجوانی کے دور میں ایک بینک میں ملازم ہوگئے' لیکن اس ملازمت کے دوران ایک بزرگ نے ملاقات کے وقت یہ جملہ کہدیا کہ "تم بینک کی ملازمت کیلئے پیدا نہیں ہوئے" بس یہ جملہ ان کی زندگی کیلئے انقلاب کا نقطۂ آغاز بن گیا۔

والد ماجدؒ کی صحبت کے زیر اثر دینی جذبات رگ و پے میں سمائے ہوئے تھے' لیکن حالات نے کسی اور رخ پر ڈال دیا تھا' اس جملے نے اندر چھپے ہوئے ان جذبات کو اجاگر کرکے انہیں عملی زندگی میں برسرکار کردیا۔ انہوں نے معاشی مشکلات کی پروانہ کرتے ہوئے بینک کی ملازمت ترک کردی' اور دنیوی اعتبار سے ایک باعزت ملازمت کو چھوڑ کر ایک پرچون

کی دکان لیکر بیٹھ گئے۔ اس دوران معاشی مشکلات سے گذرے' لیکن پائے استقامت میں جنبش نہ آنے دی۔ دکان میں نقصان ہوا تو ایک محکمے میں ملازمت کرلی۔

اس محکمے میں بعض افسران نے کوئی غلط حساب و کتاب رکھنا چاہا' اور اس کام کے لئے ان کو مامور کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ "میں نے حرام کمائی سے پرہیز کی خاطر بینک کی اچھی ملازمت چھوڑی ہے' اور اب حرام آمدنی سے تائب ہوچکا ہوں' لہٰذا یہ کام نہیں کرسکتا"

شدہ شدہ ان کی امانت و دیانت کی خبر واپڈا کے بعض افسران کو پہنچی تو انہوں نے قحط الرجال کے اس دور میں ایسے امانت دار شخص کی قدر پہچانتے ہوئے انہیں واپڈا میں ایک اچھی ملازمت کی پیشکش کی' جہاں وہ ترقی کرتے کرتے اسسٹنٹ ڈائرکٹر کے عہدے تک پہنچ گئے۔

اسی ملازمت کے دوران ان کے دل میں حصول علم دین کا جذبہ پیدا ہوا' اور ایک بڑے عیال کی کفالت اور ملازمت کی ذمہ داریوں کے ساتھ انہوں نے باقاعدہ عربی زبان اور اسلامی علوم کی تحصیل شروع کردی۔ پہلے یہ تعلیم نجی طور پر بعض اساتذہ سے حاصل کی' پھر باقاعدہ جامعہ اشرفیہ لاہور میں تفسیر' حدیث' اور فقہ کی کتابیں ماہر اساتذہ سے پڑھیں۔ اور اسلامیات اور پھر عربی میں نمایاں حیثیت کے ساتھ ایم اے کیا۔

اللہ تعالٰی نے ذہانت و فطانت اور خوش ذوقی سے نوازا تھا اور علمی مزاج اپنے والد ماجدؒ سے ورثے میں پایا تھا۔ اس لئے بہت جلد ان علوم میں اچھی استعداد حاصل کرلی' اور اس کے بعد خدمت دین ہی کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیا۔ دفتر سے فارغ ہونے کے بعد ان کے زیادہ تر اوقات تحریر و تقریر کے ذریعے دین کی تبلیغ و اشاعت ہی میں صرف ہوتے تھے۔ اپنے محلے کی "مسجد مقدس" میں نماز بھی پڑھاتے تھے' اور وہیں دینی کتابوں کا ایک دارالمطالعہ قائم کر رکھا تھا۔ جمعہ کی نماز شادمان کالونی کی ایک بڑی مسجد میں پڑھاتے' جہاں ان کی ہفتہ وار تقریر نہایت مقبول اور مفید خاص و عام تھی' اور جس کی بدولت بہت سے لوگوں کو راہ ہدایت نصیب ہوئی۔

اللہ تعالٰی نے تحریر و انشاء کا بھی خاص سلیقہ بخشا تھا' چنانچہ قلم کے ذریعے بھی انہوں نے دین کی بڑی خدمت انجام دی۔ ابتداء میں انہوں نے دینی رسائل میں مضامین لکھنے شروع کئے۔ پھر رفتہ رفتہ متعدد ضخیم کتابیں بھی لکھیں' "حجیت حدیث" کے موضوع پر ان کی

مفصل کتاب "حفاظت و حجیت حدیث" (جو تقریباً چھ سو صفحات پر مشتمل ہے) شاید اپنی جامعیت کے لحاظ سے اس موضوع پر اردو میں مفصل ترین کتاب ہے جس میں انہوں نے منکرین حدیث کے تمام دلائل و اعتراضات کے تار و پود بکھیر کر رکھ دیئے ہیں۔

اس کے علاوہ نماز کے احکام و مسائل پر انہوں نے جو کتاب تالیف فرمائی ہے وہ بھی اپنے موضوع پر اردو کی شاید جامع ترین کتاب ہے' اور پھر خود ہی اس کا انگریزی ترجمہ کر کے اس کی افادیت کو عالمگیر بنا دیا ہے۔

حضرت والد صاحب قدس سرہ کی کتاب "احکام حج" کا انگریزی ترجمہ بھی برادر موصوفؒ ہی نے کیا ہے جو "How to perform hajj" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔

اس کے علاوہ بھی انہوں نے ایک درجن سے زائد چھوٹی بڑی کتابیں تالیف فرمائی ہیں جن میں سے ہر ایک مواد کی صحت و جامعیت اور شگفتہ اسلوب تحریر کے لحاظ سے اردو کے ذخیرہ کتب میں بیش بہا اضافے کی حیثیت رکھتا ہے۔

پچھلے دنوں ملک میں عورت کی دیت کا مسئلہ اٹھا تو برادر موصوفؒ نے اس مسئلے پر بھی ایک مفصل مقالہ تحریر فرمایا جو چند ہی ماہ پہلے البلاغ میں قسط وار شائع ہوا ہے۔

احقر نے حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانوی قدس سرہ کی کتاب "اظہار الحق" کا اردو ترجمہ اپنی شرح و تحقیق کے ساتھ شائع کیا تھا' حضرت مولاناؒ کی ایک دوسری کتاب "اعجاز عیسوی" کی تحقیق و ترتیب پر بھی احقر نے کام شروع کیا' لیکن مصروفیات کی بنا پر اسکی تکمیل نہ کر سکا۔ اس کی تکمیل کیلئے احقر نے برادر موصوفؒ سے درخواست کی' چنانچہ وہ چند ماہ سے اسی کام میں مشغول تھے اور اس کا معتدبہ حصہ مکمل کر چکے تھے۔ اسکے علاوہ انکے والد ماجد قدس سرہ نے طحاوی شریف کی ایک شرح تالیف فرمائی تھی جس کا مسودہ انکے پاس محفوظ تھا' وہ اس مسودے کی تبییض و ترتیب میں مشغول تھے اور شاید اس کا قابل لحاظ حصہ کتابت بھی کرا چکے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے انہیں جن غیر معمولی صلاحیتوں سے نوازا تھا' اور ان کے اوقات میں جو برکت عطا فرمائی تھی (کہ واپڈا کی ملازمت اور کثیر عیال کی دیکھ بھال کے ساتھ انہوں نے تقریر اور تحریر کے ذریعے دین کی اتنی خدمت انجام دی) اس کے پیش نظر ان کی زبان و قلم سے بہت کچھ توقعات قائم تھیں۔ ان کی عمر بھی بمشکل پچاس سال ہوئی ہوگی' اور یہ تجویز بھی

زیرِ غور تھی کہ وہ مستقل طور پر کراچی آکر اپنا سارا وقت تصنیفی خدمات کیلئے وقف کردیں۔ لیکن مشیت ایزدی ہر خواہش پر بالا ہے۔ ان کی دوڑ دھوپ جس منزل کیلئے تھی وہ دیکھتے ہی دیکھتے اس منزل تک پہنچ گئے۔

جمعہ ۲۲ فروری کو انہوں نے حسب معمول شادمان کالونی کی مسجد میں جمعہ پڑھایا' جمعہ کے بعد ایک صاحب نے انہیں اپنا مکان دکھانے کی دعوت دی' وہ صاحب آگے آگے گاڑی میں جارہے تھے' اور یہ موٹر سائیکل پر ان کے پیچھے چل رہے تھے' اچانک ایک دوراہے پر برابر کی سڑک سے ایک تیز رفتار سوزوکی نمودار ہوئی' اور اس نے موٹر سائیکل کو ٹکرماری' مولاناؒ موٹر سائیکل سے دور جاکر گرے' دماغ پر ضرب آئی' اور اتنی کاری ضرب کہ موقع پر ہی جان جاں آفریں کے سپرد کردی۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔

برادر موصوفؒ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب قدس سرہ کے خلیفہ حضرت مولانا حاجی محمد شریف صاحب مدظلہم (ملتان) سے بیعت تھے۔ غالباً ان سے بیعت کی اجازت بھی حاصل تھی' اور اللہ تعالیٰ نے اس فیض صحبت سے ان کو علم و عمل کے ساتھ دل پُرگداز اور انابت و خشیت کی خاص کیفیات سے بھی نوازا تھا۔

ان کا دائمی معمول تھا کہ عصر و مغرب کے درمیان وہ احقر کے برادر زادہ عزیز مولانا محمود اشرف عثمانی کے سلمہ پاس ادارہ اسلامیات آجاتے' اور نماز مغرب تک وہیں رہتے تھے۔ دونوں میں بڑی محبت و موانست تھی۔ جب کبھی احقر کا لاہور جانا ہوتا تو عموماً وہیں ان سے ملاقات ہوتی' اور ہر ملاقات کے بعد دل میں ان کی سلامت فکر' ان کے حسن اخلاق اور ان کے اخلاص و محبت کا نقش مزید گہرا ہوجاتا۔ ہمارے لئے لاہور جن شخصیتوں سے آباد تھا' ان میں سے ایک وہ بھی تھے' اور کبھی تصور بھی نہ آیا تھا کہ وہ اس قدر جلد ہم سے بچھڑ جائیں گے۔ لیکن تقدیر کے فیصلے ہمارے وہم و گمان کے پابند نہیں' یہ حادثات قدرت کی طرف سے ہمیں غفلتوں کی دلدل سے نکالنے کیلئے تازیانہ ہوتے ہیں' کاش کہ ہم ان سے سبق لیکر اپنی زندگی میں کوئی تبدیلی پیدا کرسکیں۔

برادر موصوفؒ کا نام قارئین البلاغ کیلئے نیا نہیں' ان کے نہ جانے کتنے مضامین البلاغ میں شائع ہوئے ہیں۔ قارئین سے درخواست ہے کہ وہ برادر موصوفؒ کو دعائے مغفرت اور ایصال ثواب میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ اس پاک نفس انسان کو اپنے جوار رحمت

میں مقامات عالیہ عطا فرمائیں، اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی دولت سے نوازیں آمین ثم آمین، ع

خوش درخشید، دلے شعلہ مستعجل بود

البلاغ جلد ۱۹ شمارہ ۷

نقوشِ رفتگاں
مفتی محمد تقی عثمانی
مکتبہ معارف القرآن کراچی
www.ahlehaq.org